الٰہی سلسلہ کے ابتدائی ایام کے کارکنوں کا مقام

از
سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الٰہی سلسلہ کے ابتدائی ایام کے کارکنوں کا مقام

(فرمودہ ۱۴ مئی ۱۹۳۲ء بر موقع الوداعی ٹی پارٹی مرزا محمد اشرف صاحب)

آج کی تقریب جس کے لئے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں اس لحاظ سے ایک نئے دور کا افتتاح ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ابتدائی ایام سے ایک نظام کے ماتحت سلسلہ کا کام کیا ان سے کچھ لوگ ایامِ کارکردگی کو پورا کر کے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ پہلا دور اُن لوگوں کا تھا جنہوں نے ابتدائی ایام میں انفرادی جدوجہد میں حصہ لیا اور ایک ایک کر کے ہم سے جُدا ہوتے گئے۔ اب یہ نیا دور شروع ہوا ہے کہ ایسے لوگ جنہوں نے نظام کے ماتحت ابتدائی ایام میں سلسلہ کی خدمات کیں اب ایام کارکردگی پورا ہونے کے بعد ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اس نئے دور کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ بعض ماتحت افسر ہو جائیں گے اور بعض افسر اور ترقی کریں گے حتّٰی کہ نیچے کی طرف سے حرکت پیدا ہو کر آگے کی طرف بڑھتی جائے گی اور یہ چیز اپنے ساتھ اُمنگیں بھی لاتی ہے اور خطرات و فتن بھی۔ کیونکہ جہاں ایک طرف اس سے ایک ماتحت کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی کے رستے کُھل رہے ہیں اور اس طرح اس کے دل میں اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں وہاں یہ بات بھی پیدا ہوتی ہے کہ نئے کارکن آگے آتے ہیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی ترقی کی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک لمبا عرصہ خدمت کی ہے اور یہ چیز جہاں فوائد اپنے اندر رکھتی ہے وہاں خطرات سے بھی خالی نہیں۔ مگر بہرحال دنیا کے تجربہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کی اُمنگوں کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ترقی کے راستے کُھلے رکھے جائیں کیونکہ جب یہ مسدود کر دیئے جائیں تو اُمنگیں مٹ جاتی ہیں اور

جب اُمنگیں مٹ جائیں تو انسانی دماغ کی سرسبزی اور شادابی جس پر دنیا کی ترقی کا انحصار ہے' کھوئی جاتی ہے۔

جب سے میں نے سلسلہ کے کام اور نظام کو وسیع کرنے اور ایک نیا ڈھانچہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اُسی وقت سے یہ بات مدنظر رکھی ہے کہ جو لوگ ماتحتی میں کام کر رہے ہیں ان کی ترقی کے رستے کھلے رہیں۔ ہمارے سلسلہ کے کام دو صنفوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسانوں کے تعاون پر ان کی بنیاد ہونی چاہئے۔ یعنی ایسے لوگ ہوں جو خیالات اور جذبات میں کام لینے والے سے متفق ہوں۔ ایسے کاموں کے لئے باہر سے آدمی چُنے جاتے ہیں جو انہیں سرانجام دے سکیں۔ تمام حکومتوں کا یہی دستور ہے کہ وہ وزراء باہر سے مقرر کرتی ہیں۔ اور اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بیرونی لوگوں کے خیالات ایسے تغیر پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں جن سے قوم کی رگوں میں نیا خون پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے دفتری کام کے نتیجہ میں دماغ کی ساخت ایک خاص قسم کی ہو جاتی ہے اور جدّت کا مادہ قائم نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ باہر سے ایسے لوگ لائے جائیں جو بیرونی خیالات قوم میں داخل کرکے نیا رنگ اور نیا جوش پیدا کریں۔ لیکن ایک حصہ ایسا بھی ضرور ہونا چاہئے جو اس نظام کے قوانین اور آئین و ضوابط کی باریکیوں کو اچھی طرح جانتا ہو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ کارکنوں کے لئے ترقی کے راستے کھلے ہوں پس یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ یہ بھی کہ ایسے لوگ باہر سے لائے جائیں جو ماتحت عملہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں تا وہ دماغ کا کام دیں اور ایسے لوگوں کو بھی ترقی دی جائے جو تفصیلات سے آگاہ ہوں اور شروع سے ترقی کرکے ایک مقام پر پہنچیں تا وہ دوسرے اعضاء کا کام دے سکیں۔ اس کے لئے میں نے مدت سے یہ سکیم مقرر کی ہوئی ہے کہ بعض عہدے جو ذمہ داری کے بھی ہوں اور جن کے ساتھ ایک لمبے دفتری تجربہ کا بھی تعلق ہو خصوصاً محاسب اور آڈیٹر کا عہدہ ان لوگوں کے لئے محفوظ کر دیئے جائیں جو زینہ بہ زینہ ترقی کرتے ہیں۔

اِس وقت ہمارے تمام کام ایسے ہیں جیسے آگرہ میں پتھر کے تاج محل بنائے جاتے ہیں گویا ایک کھلونا ہے۔ لیکن کھلونے کی حیثیت اسی صورت میں ہمیشہ قائم رہتی ہے جس میں وہ بنایا جاتا ہے مگر ہمارے سلسلہ کا کھلونا خدا تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس لئے اس کی مشابہت زیادہ تر اس کھلونے سے ہے جو ماں کے رحم میں تیار ہوتا ہے۔ وہ ایک نہایت چھوٹی سی چیز ہوتی ہے اگرچہ

اس کے اندر ویسا ہی سر، ناک، آنکھیں وغیرہ ہوتی ہیں جیسی انسان کے جسم میں۔ لیکن ابتدائی حالت میں وہ نہایت بے حقیقت سی چیز ہوتی ہے حتّٰی کہ صرف خوردبین کی مدد سے ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ پھر وہ اس قابل ہوتی ہے کہ آنکھوں سے نظر آتی ہے لیکن نہایت ہی مضحکہ خیز شکل ہوتی ہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ کامل ہوتی ہے اور نہ صرف دنیا کی راہنما ہو جاتی ہے بلکہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی دنیا کا مقصود ہے اور دنیا پیدا ہی اس کے لئے کی گئی ہے۔

اسی طرح اس وقت ہمارا نظام اگرچہ بہت قلیل اور محدود ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب دنیا کی ترقی کا انحصار اس پر ہوگا اور روحانی ترقیات کی طرح مادی ترقیات بھی احمدیت کے قبضہ میں ہوں گی۔ جس طرح آج بنک آف انگلینڈ میں ذرا سی کمزوری پیدا ہونے سے حکومتیں بدل جاتی ہیں وزارتیں تبدیل ہو جاتی ہیں 'ایکسچینج میں تغیر ہو جاتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ تغیرات ہوں گے جب سلسلہ احمدیہ کے بیت المال میں کسی قسم کا تغیر رونما ہوگا۔ بنک آف انگلینڈ کا اثر تو صرف ایک ملک پر ہے لیکن یہ دنیا کی ساری حکومتوں پر اثر انداز ہوگا اور اُس وقت یہاں کے کارکنوں کا دینوی معیار بھی اس قدر بلند ہوگا کہ حکومتوں کی وزارتوں کی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ یہ چیزیں ایک ایسے مستقبل کو پیش کر رہی ہیں جسے مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے احباب کی خدمات کی قیمت کا اندازہ کرنا چاہئے۔ دراصل ان کی خدمات کی قیمت وہ چند روپے نہیں جو بطور مشاہرہ دیئے جاتے ہیں بلکہ جماعت کا آئندہ شاندار مستقبل ہے اور اس کا اندازہ خدا تعالیٰ ہی لگا سکتا ہے بندہ نہیں لگا سکتا اور جب یہ وقت آیا اس وقت ان کی خدمات کا اندازہ ہو سکے گا اور ان میں سے ہر ایک کام کرنے والا خواہ وہ چپڑاسی ہو یا ناظر اِلاَّ مَاشَاءَ اللّٰہُ اس عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں حصہ لے رہا ہے۔ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ انتہائی ترقی کے مدارج ہم میں سے کوئی نہیں دیکھ سکے گا لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس دنیا کے تغیرات جو مومن سے تعلق رکھتے ہیں وہ اسے بتائے جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ حدیثوں میں آتا ہے جو کوئی اس کی قبر پر جاتا ہے اس کا بھی اسے علم ہو جاتا ہے[1] اگرچہ اس کے کان آنے والے کے پاؤں کی آہٹ نہیں سنتے لیکن اللہ تعالیٰ اسے اس کا علم ضرور دے دیتا ہے۔ اس لئے جب وہ تغیرات پیدا ہوں گے تو اس میں حصہ لینے والوں کو اس کا علم ہوگا اور گو وہ اس دنیا میں نہیں ہوں گے مگر پھر بھی سلسلہ کی ترقیات کو معلوم

کر کے ان کی روح خوشی اور مسرت سے بھر جائے گی اور وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرے گی کہ اس نے مجھے بھی اپنے جسم کو اس میں استعمال کرنے کا موقع اور توفیق عطا فرمائی تھی۔ ہمارا نقطۂ نگاہ مالی نتائج پر نہیں جو کارکنوں کو خدمات کے صلہ میں ملتے ہیں بلکہ ان تغیرات پر ہے جس کا اندازہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔

جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہاں دودھ کی نہریں ہوں گی۔ باغات ہوں گے۔ مگر پھر بھی رسول کریم ﷺ نے فرمایا **لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ**۔ [۲] حالانکہ قرآن پاک جنت کے نقشوں سے بھرا پڑا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں سلسلہ احمدیہ کی ترقیات کا نقشہ ہے اور آپ نے تفسیریں بھی کی ہیں۔ لیکن وہ ساری قبل از وقت ہیں اور الفاظ وہ حقیقی نقشہ کھینچ ہی نہیں سکتے جو آنے والا ہے۔ اگرچہ ہم یہ مانتے ہیں کہ بڑے بڑے بادشاہ یہاں آئیں گے لیکن اس کا قیاس نہیں کرسکتے کہ کس طرح ان کی گردنیں احمدیت کے ہاتھ میں دے دی جائیں گی۔ گویا جزئیات کو ہم نہیں سمجھ سکتے اور وہ جذبات ہم اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتے جو اُس وقت ہوں گے۔

پس جو بھی سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتا ہے وہ دراصل ایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں کام کر رہا ہے اور اس کی مثال اس مونگے کی طرح ہے جو جزیرہ بنانے میں اپنی جان ضائع کر دیتا ہے۔ کورل آئی لینڈ (CORAL ISLAND) کی تیاری میں مونگا اپنی جان قربان کر دیتا ہے لیکن اسے کیا پتہ ہوتا ہے کہ اس کی قربانی کا نتیجہ کیا نکلنے والا ہے۔ اس کی جان ضائع ہونے سے جزیرہ تیار ہوتا ہے جس میں انسان بستے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث یا اس کے غضب کے مورد ہوتے ہیں۔ لیکن مونگے کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا کہ وہ ایک نئی دنیا پیدا کر رہا ہے اور اس طرح وہ خدا تعالیٰ کا بروز ہو جاتا ہے۔ انبیاء بھی خدا تعالیٰ کا بروز ہوتے ہیں۔ مگر مونگا بھی اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کا بروز ہے۔ تو جس طرح وہ مونگا جزیرہ پیدا کرتا ہے اس سے بہت زیادہ مقام ہے ان لوگوں کا جو الٰہی سلسلہ کے قیام کے ابتدائی ایام میں اس کے قیام میں اپنی جان کو لگاتے ہیں۔ اِس کے نتائج اس وقت تو ایک کھلونا ہے اور اِس وقت ان پر نظر ڈالنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی منی کا کیڑا دیکھے تو اس کو گھن آئے گی اور نفرت کرے گا۔ قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے کہ انسان کو ایک ذلیل قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے اور ابتدائی ایام کے نتائج کی بھی بعینہٖ یہی

حالت ہے۔ اور بعض اوقات کام کرنے والا انسان خود بھی یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ وہ عمر کو ضائع کر رہا ہے لیکن وہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح ایک رنگ میں دنیا کا خالق بن رہا ہے۔ پس ابتدائی ایام میں کام کرنے والوں کا یہ مستقبل ہے اور یہ ارادہ ہے جو ہمارے کارکنوں کو رکھنا چاہئے۔ اگر وہ اس کام کی عظمت کو سمجھیں تو ان کا نقطۂ نگاہ ایسا بلند ہو کہ جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

مرزا محمد اشرف صاحب نے بھی اس نظام میں کام کیا ہے اور اس میں کام کرنے والوں کی یہ ترقی نہیں کہ وہ مثلاً تیس روپیہ تنخواہ سے شروع ہو کر سو روپیہ پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی بے شک ترقی ہے لیکن اصل چیز کے مقابلہ میں یہ بالکل ہیچ ہے۔ ہر کارکن خواہ وہ اپنی حیثیت کو سمجھے یا نہ سمجھے بہرحال اگر اس نے اخلاص سے کام کیا ہے تو وہ اس عظیم الشان عمارت میں بمنزلہ بنیاد کے ہے جس کی عظمت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ اپنی کم علمی کے باعث اس سے بھی محروم ہوتے ہیں کہ وہ کسی چیز کا اس قدر بھی اندازہ کر سکیں جس قدر بیان کی جا چکی ہے اور اس لئے بعض لوگ اس عظمت کو بھی محسوس نہیں کر سکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں بیان کی گئی ہے۔ جنت کا جو نقشہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے اس کا کسی قدر اندازہ وہ شخص تو کر سکتا ہے جس نے شالا مار باغ یا اور دوسرے فرحت افزا باغات دیکھے ہیں لیکن عرب کا وہ وحشی جس کا باغ کھجور کے دو درختوں سے زیادہ نہیں ہوتا وہ اس کا اندازہ بھی کرنے لگے تو زیادہ سے زیادہ پانچ دس کھجوروں کے درخت پر جا کر اس کا تخیّل ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ باوجود بنیاد کی اینٹ ہونے کے ظاہری علوم سے بے بہرہ ہونے کے باعث محسوس نہیں کر سکتے کہ ان کی خدمات کے کیا نتائج نکلنے والے ہیں۔ وہ اس کام کی عظمت کو سمجھتے نہیں یا سمجھ سکتے نہیں کہ وہ کتنے عظیم الشان کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے اس دنیا میں اور اگلے جہان میں کس قدر زبردست نتائج نکلنے والے ہیں لیکن بہرحال نہ جاننے سے کام کی عظمت میں فرق نہیں آ سکتا۔

مرزا محمد اشرف صاحب کو میں نے دیکھا ہے اور ان کی یہ بات مجھے ہمیشہ پسند آئی کہ وہ اس طرح کام کرتے رہے ہیں جس طرح ایک عورت اپنے گھر میں کام کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کے پاس کتنا سرمایہ ہے اور وہ اس سے کس طرح بہتر کام لے سکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ قلیل سے قلیل رقم میں ہی سب کام نپٹا لوں۔ ان کے اندر ہمیشہ یہی روح کام کرتی رہی

ہے کہ سلسلہ کا صیغہ مالیات مضبوط چٹان کی طرح ہو اور چونکہ میرے اپنے خیالات کی روح بھی اسی طرف ہے اس لئے مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی تھی اور ہمیشہ اطمینان رہتا تھا کہ مالیات کی باگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جو اسے صحیح طریق پر چلا رہا ہے۔ انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں اور ممکن ہے ان سے بھی ہوئی ہوں لیکن ایسے شخص کے کاموں میں جو درد رکھتا ہے اور جو اس روح کے ساتھ کام کرتا ہے اس کی غلطیوں کے باوجود نتائج اچھے نکلیں گے۔ اگر تمام کارکن اس روح کے ساتھ کام کریں تو بہت جلد ترقی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ہمارا نظام اس وقت کھلونا سا ہے لیکن اس میں بڑی جان ہے اور ذرا سی بات سے بھی ترقی کر سکتا ہے۔ بعض مائیں بے احتیاطی سے بچے کی صحت کو خراب کر لیتی ہیں اور وہ زیادہ ترقی نہیں کر سکتا لیکن عقلمند ماں کا اتنی ہی عمر کا بچہ اس سے کئی گُنا مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے کارکن بھی اگر عقلمند ماں والی کوشش کریں تو یہ بچہ موجودہ سامانوں میں ہی بہت ترقی کر سکتا ہے اور اس کی صحت موجودہ صحت سے بدرجہا زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کو اس آرام کی توفیق عطا کرے جس کے لئے وہ کام سے سُبکدوش ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اسلام کی تعلیم تو یہی ہے کہ مومن مرتے دم تک کام کرتا جائے اور اس کے نزدیک آرام کا یہی مفہوم ہے کہ عمر کے لحاظ سے کام کی نوعیت میں تبدیلی ہو جائے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا کرے اور ان کے بعد آنے والوں کو اور دوسرے کارکنوں کو سچا اخلاص عطا کرے اور اتنی بصیرت بخشے کہ وہ ان آنکھوں سے ہی جو اِس وقت ہمیں ملی ہوئی ہیں دیکھ سکیں کہ وہ کتنی بڑی عمارت ہے جس کی بنیاد کی اینٹ کے طور پر کام کرنے کے لئے انہیں چُنا گیا ہے۔

(الفضل ۲۲۔ مئی ۱۹۳۲ء)

۱؎ بخاری کتاب الجنائز باب المیت لیسمع خفق النّعال

۲؎ بخاری کتاب التفسیر باب قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم